۷۸۶ ھوالکل یامعین

جوازِ عکسی تصاویر
کی
شرعی بحث

ازجناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی جانشین حضرت مولینا شبلی نعمانیؒ

جسکو

حسن نظامی دہلوی نے ستمبر ۱۹۲۷ء میں

ضرورت عامہ کے تقاضہ سے شائع کیا

باراول مطبوعہ دِلی پرنٹنگ ورکس دہلی قیمت ۴ر

۷۸۶

جوازِ عکسی تصاویر کی شرعی بحث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولینا سید سلیمان صاحب ندوی نے یہ مضمون رسالہ معارف اعظم گڈھ کے دو نمبروں میں لکھکر شائع کیا تھا۔ میں اس مضمون کو ایک رسالہ کی صورت میں اس لیئے شائع کرتا ہوں کہ آجکل نئی روشنی اور پرانی روشنی کے مسلمانوں میں اتدن تصاویر کے مسئلہ پر جھگڑے رہتے ہیں۔ ایک فریق فوٹو کی تصویروں کو جائز کہتا ہے۔ دوسرا حرام کہتا ہے اور چونکہ مولینا سید سلیمان صاحب نے ان دونوں بحثوں کو شرعی استدلال سے لکھدیا ہے اس واسطے اس رسالہ کی اشاعت ہر فریق کو مفید ہوگی۔ اور یہی میرا مقصد ہے +

حسن نظامی
دہلی ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء

مجسموں اور تصویروں کے متعلق اسلام کا شرعی حکم

ایک مدت سے احباب کا تقاضا تھا کہ میں اس موضوع پر کچھ لکھوں احبۂ شملہ کا اصرار تو یہاں تک بڑھا کہ وہ آزردگی کی حد تک پہنچ گیا۔ لیکن میں صرف اس لئے بہانہ جوئی کرتا رہا تھا کہ اس مسئلہ کے متعلق خود مجھے اطمینان قلب اور انشراح صدر حاصل نہ تھا۔ اور کسی مسئلہ شرعی پر بغیر اس کیفیت کے حصول کے کچھ لکھنا اشاعت باطل کا فرض ادا کرنا ہے۔

نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام عالم اسلامی میں یہ مسئلہ علمائے دین میں مدتوں زیر بحث رہا ہے۔ مصر کے علماء میں سے "مفتی عبدہ" مرحوم نے تو اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ بت پرستی کی حد سے باہر ہو۔ علامہ سید رشید رضا مصری نے المنار کے متعدد فتاوی میں اس کو جائز بتایا ہے۔

ہندوستان میں گو کسی عالم نے مستقل اس بحث کو نہیں چھیڑا لیکن عموماً علمائے ہند کے درمیان یہ مسئلہ عدم جواز ہی کی حالت میں ہے مولوی چراغ علی مرحوم نے اس واقعہ سے کہ حضرت سلیمانؑ کے محل میں مجسمے اور تصویریں تھیں۔ ان کو مطلقاً جائز سمجھانا چاہا ہے۔ اخیر زمانہ میں اس مسئلہ نے ہندوستان میں اس لئے اور بھی پیچیدگی اختیار کر لی کہ ہندوستان کا مشہور مذہبی رسالہ الهلال کلکتہ سے نمودار ہوا تو اس شان سے کہ

ایک طرف تو اتباع شریعت اور عمل بالقرآن والسنۃ کا صحیفۂ دعوت اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور دوسری طرف اس کے دوسرے ہاتھ میں خوشنما اور خوشرنگ تصویروں کا البم تھا۔

در کفے جام شریعت در کفِ سندانِ عشق

اسی زمانہ میں مجھ سے اس مسئلہ کی توضیح کی فرمائش کی گئی۔ لیکن دیوانِ قضا میں یہ خدمت معارف کے لئے طے ہو چکی تھی۔ اور کہیں کیونکر انجام پاتی۔ ونسئل اللہ التوفیق والصواب۔

* * *

آجکل تصاویر دنیا کی تہذیب جدید کا جزو ہو گئی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس خاکی دنیا کے علاوہ ایک اور کاغذی دنیا پیدا ہو گئی ہے۔ جو افلاطون کے عالم مثل سے زیادہ حیرت انگیز اور وسیع ہے۔ عالم مثل صرف کلیات کا مسکن ہیں۔ لیکن ہماری تصاویر کا عالم کلیات و جزئیات جواہر و اعراض سب کا مسکن ہیں۔

تصویر کشی کا آغاز کیونکر ہوا؟ یہ فانی انسان کی آرزوئے خلود اور آنکھوں سے دور اور اوجھل ہستیوں کی خواہش دید کا نتیجہ ہے۔ پُرزور سے پرزور اور طاقتور سے طاقتور انسان زندہ ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ وہ کبھی ہم سے جدا نہ ہو۔ وہ ہماری آنکھوں سے پنہاں نہ ہو۔ اس کی کیا صورت ہے۔ صرف یہ ہے کہ اس کی نقل اور عکس جو ہماری آنکھوں میں اصل کی کیفیت پیدا کرے۔ ہمارے سامنے موجود ہو یہیں سے ہیرو ورشپ یعنی ناموری پرستی کا آغاز ہوتا ہے۔

دیوتا جو جاہل انسانوں کے خدا تھے ان کے پرستار چاہتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے آئیں۔ ہم ان کی خدمت گذاری کریں۔ ان کے دیدار سے متمتع ہوں۔ وہ مجسم ہو کر ہمارے گھروں میں رہیں کہ ہمارے گھر مصیبتوں اور بلاؤں سے محفوظ رہیں۔ ہم ان کے سامنے سجدہ میں گریں۔ ہم ان کو اپنا خدا کہکر یاد کریں۔ اور ان کی صورت سے تسکین حاصل کریں اس کی تدبیر بجز اس کے کیا ہے کہ پتھر مٹی۔ سونا۔ چاندی۔ اور دیگر ٹھوس چیزوں سے ہمارا

تخیل ان کی صورت گری کر کے ان کو مجسم کر دے۔

قدیم زمانہ میں یہی ایک چیز تھی جو دنیا کی گمراہی۔ باطل پذیری اور بت پرستی کا ذریعہ بنی۔ ہندوستان۔ مصر۔ بابل۔ چین۔ اور یونان اس باطل پرستی کے مظہر تھے۔ اور یہیں اس فن نے کمال حاصل کیا ہے۔ ہندوستان میں تصویر کشی کا سب سے زرین عہد بودھ کا دور ہے۔ اس وقت جس قدر یادگار مجسمے سنگی مورتوں کی صورت میں نمودار ہیں وہ سب اسی عہد کی پیداوار ہیں۔ حالانکہ ایک طرف بودھیوں کا یہ حال ہے کہ وہ خدا تک کے قائل نہیں دوسری طرف یہ عالم ہے کہ بودھ کی تصویروں اور مورتوں سے انھوں نے ہندوستان کے پہاڑوں۔ غاروں اور عمارتوں کو معمور کر دیا۔ اور ایک مدت سے خدائی کا جلوہ صرف بودھ کی صورت میں ان کو نظر آتا ہے۔

یہی اسباب تھے جن کی بنا پر مذاہب صحیحہ نے بت تراشی اور تصویر کشی کو ناجائز قرار دیا۔ اور اس کو انسان کا ایک ملعون فعل بتایا۔ چنانچہ توراۃ کتاب الاحبار میں ہے۔

> ”تم بتوں کی طرف رجوع مت ہو اور نہ اپنے لئے ڈھالے ہوئے معبودوں کو بناؤ میں خداوند تمہارا خدا ہوں“ (۱۹-۴)

آگے چل کر اسی کتاب کے چھبیسویں باب میں اس مفہوم کو اور زیادہ مفصل بیان کیا گیا ہے۔

> ”تم اپنے لئے بتوں کو یا کسی تراشی ہوئی مورت کو نہ بنائیو۔ اور نہ پوجنے کی لاٹ کو کھڑا کرو۔ اور نہ اپنے لئے کوئی صورت دار پتھر اپنے ملک میں کھڑا کرو کہ اس کے آگے سجدہ کرو۔ اس لئے کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں“
>
> (۲۶-۱)

حزقیال نبی کی کتاب میں ہے۔

> ”تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے مت بنا۔ تو انھیں سجدہ نہ کر۔ نہ اُن کی بندگی کر“ (۵-۸)

استثنا باب ۲۷ میں ہے۔

"اس شخص پر جو اپنے ہاتھوں کی کاریگری سے کھود کے یا ڈھال کے بت بنائے جس سے خداوند کو نفرت ہے اور اسے پوشیدہ مکان میں رکھے اس پر لعنت ہے۔" (۲۷-۱۵)

حضرت داؤد کی زبور میں ہے۔

"شرمندہ ہوں وہ سب جو کھودے ہوئے بت پوجتے ہیں اور مورتوں پر پھولتے ہیں۔ اے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو۔" (۹۷-۷)

ان حوالوں سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سامی خاندان کے سب سے پرانے مذہب میں بھی بت تراشی اور صورت گری ناجائز تھی۔ اور اس کے تمام انبیاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو مجسمے اور تصاویر بت پرستی کے کام میں نہ آتی تھیں یعنی وہ دیوتاؤں اور دیبیوں کی شبیہیں نہ تھیں۔ اُنکا استعمال شریعت بنی اسرائیل میں جائز ہے۔ علاوہ ازیں کہ توراۃ کے مذکورہ بالا فقروں سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاریخ سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے جو محل اور ایوان اور بیت المقدس کی عمارتیں تعمیر کرائی تھیں اُن کے کواڑوں پر کرسیوں پر اور دیگر مقامات پر بیلوں۔ شیروں۔ اور فرشتوں کی تصویریں اور مورتیں بنوائی تھیں۔ تاریخ کی پہلی کتاب میں ہے۔

"(مصنوعی) تالاب بارہ بیلوں پر تھا...... اور ان حاشیوں پر شیر بیل اور فرشتے بنے تھے...... تالاب کے نیچے بارہ بیل اور دیگیں اور پھاوڑے اور پیالے...... (۸) صندوق عہد کو دو فرشتوں کے پروں کے نیچے رکھا۔ کیونکہ فرشتے اپنے دونوں بازو صندوق پر پھیلائے ہوئے تھے۔" (باب ۷، ۸ ملتقطاً)

قرآن مجید میں اسی واقعہ کو اس آیت پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

یعملون لہ مایشاء من محاریب وہ سلیمان کے لئے جو وہ چاہتا تھا بناتے تھے شاندار

وتماثیل وجفانٍ کالجواب عمارتیں۔ مورتیں اور حوض کے جیسے پیالے اور بڑی بڑی
وقدورٍ راسیٰتٍ (سبا) دیگیں جو ایک جگہ جمی رہتی تھیں۔

انجیل میں تصاویر اور مجسموں کے لئے کوئی امتناعی حکم مذکور نہیں۔ اور ضرورت بھی نہ تھی اس لئے انجیل، توراۃ کے تمام احکام کو بسر و چشم قبول کرتی ہے۔ اور اس کی شریعت کو ناقابل تغیر قرار دیتی ہے۔ لیکن رومیوں اور مصریوں کے قبول عیسائیت کے بعد شریعت عیسوی میں جو تحریف و تنسیخ ہوئی۔ اس کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ ان قوموں میں چونکہ مجسمہ پرستی اور بت پرستی کا رواج تھا۔ اس لئے جو عیسائی ہونے کے بعد بھی ان میں باقی رہ گیا۔ فرق اسقدر ہوا کہ پہلے وہ دیوتاؤں اور دیبیوں کی مورتیں پوجتے تھے۔ اور اب ان کے بجائے مسیح۔ مریم اور روح القدس کی مورتوں کی پرستش شروع کی۔ کلیساؤں اور معبدوں میں پرانی مورتوں کے بجائے ماں۔ بیٹے اور روح القدس کے مجسموں نے جگہ پائی۔ اور آخر اس کو وسعت یہانتک ہوئی کہ رومی دستکاری اور صنعت کے موقعوں پر بھی نقش و نگار کے بجائے ان تصویروں کو استعمال کرنے لگے۔ اور اس کو اپنے خیال میں اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ سمجھا۔

اہل ایران جو اپنے کو علم و تمدن اور مذہب و سیاست میں رومیوں کا حریف سمجھتے تھے۔ وہ اپنے ملک سے جو مصنوعات باہر بھیجتے تھے۔ ان میں اپنے بادشاہوں کی تصویریں بناتے تھے۔

عرب جاہلیت میں بھی مجسمہ پرستی کا رواج انتہائے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ خلیل بت شکن کا معبد، ۳۶۰ بتوں کا مسکن تھا۔ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی رنگین تصویریں بنی تھیں۔ چنانچہ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلعم نے ان بتوں کو توڑ دیا۔ اور تصویروں کو پانی سے دھلا کر مٹا دیا۔ عرب سے باہر ہندوستان ترکستان و چین وغیرہ دیگر بلاد عالم میں بھی قریب قریب یہی کیفیت تھی۔

غرض تمام دنیا پر مجسمہ پرستی کی ظلمت شب چھائی ہوئی تھی کہ دفعتہً آفتاب اسلام مطلع عرب سے نمودار ہوا۔ غور کرو جب دنیا کا یہ نقشہ ہو تو ہر مبلغ توحید جو اس وقت دنیا کے کسی گوشہ میں پیدا ہوتا۔ وہ مجسمہ سازی۔ تصویر کشی اور بت تراشی کی نسبت کیا

فیصلہ کرتا۔ وہی جو اسلام نے کیا۔ یعنی بت پرستی اور باطل طلبی کے ان تمام ذرائع کو یک قلم مسدود کر دیا۔

حضرت ابن عمر۔ حضرت ابو طلحہ انصاری۔ حضرت علی۔ حضرت عائشہ۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے صریح و صحیح احادیث بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ میں مذکور ہیں کہ آنحضرت صلعم نے گھروں میں تصویروں کے لٹکانے سے منع فرمایا۔ اور مصوروں کے لئے سخت سے سخت تہدیدی الفاظ فرمائے۔ چونکہ تمام کتب حدیث میں ایک ہی قسم و معنی کی سب حدیثیں ہیں۔ اس لئے صرف چند احادیث جن سے تصویروں کے متعلق مطلقاً امتناعی احکام مفہوم ہوتے ہیں، لکھی جاتی ہیں۔

(۱) قال رسول الله صلعم ان اشد الناس عند اما یوم القیامة المصورون (مسلم وبخاری)	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بڑا عذاب مصوروں کو ہوگا۔
(۲) قال صلعم الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم احیوا ما خلقتم (مسلم وبخاری)	آپ نے فرمایا جو تصویر بناتے ہیں قیامت میں اُن پر عذاب ہوگا۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اس میں روح پھونکو۔
(۳) قال صلعم قال الله عز وجل ومن اظلم ممن ذهب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرةً او لیخلقوا حبةً او لیخلقوا شعیرة (مسلم وبخاری)	آپ نے فرمایا خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری خلقت کی طرح خلق کرنے جاتا ہے۔ اچھا تو وہ ایک ذرہ تو پیدا کرے۔ ایک دانہ تو پیدا کرے۔ ایک جو تو پیدا کرے۔
(۴) قال صلعم اشد الناس عذاباً یوم القیامة الذی یضاهون بخلق الله (بخاری)	فرمایا سخت ترین عذاب قیامت میں ان لوگوں پر ہوگا۔ جو خدا کی صفت خلق کی شابہت کرتے ہیں۔

صحاح میں ان معنوں کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ جن میں الفاظ کا گو کسی قدر اختلاف ہے۔ لیکن مطلب سب کا یہی ہے۔ ان کے علاوہ ایسی حدیثیں بھی ہیں۔ جن میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ

جس گھر میں کوئی تصویر یا مجسمہ ہو اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے"۔ ایسی بھی حدیثیں ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "آپ جہاں تصویروں کو دیکھتے تھے اُن کے بگاڑ دینے کا حکم فرماتے تھے"۔ یہ تمام حدیثیں صحاح ستہ میں بہ تفصیل مذکور ہیں۔

لیکن ان کے برخلاف ان کے مقابل میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں بعض خاص قسم کی تصویریں حرمت سے مستثنیٰ کر دی گئی ہیں۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کے گھروں میں یا استعمال میں ایسے فرش یا کپڑے تھے جن میں تصویریں بنی تھیں۔ حالانکہ تصویروں کی ممانعت کا حال انھیں معلوم تھا۔ متعدد صحابہ سے روایت ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر منع نہیں۔ اسی طرح کپڑے میں تصویر ہو تو اس کا استعمال جائز کیا ہے۔

اب اس موقع پر پہنچکر روایت کشی اور تحدیث کے علاوہ فہم، تفقہ اور استنباط کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ آئمہ حدیث اور فقہائے مجتہدین نے رفع اختلاف اور اصل مسئلہ کی توضیح اور احادیث کے مطالب و معانی کی تشریح کیونکر کی ہے۔

اس سے پہلے کہ آئمہ حدیث اور فقہائے مجتہدین کے اقوال و آرا معرض بحث میں لائے جائیں۔ اسلام کے ایک خاص اصول تشریع (قانون سازی) کی تفصیل نہایت ضروری ہے۔

عرب میں جو باطل پرستیاں اور برائیاں ایسی شدید اور عالمگیر تھیں کہ وہ عربوں کی رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی تھیں۔ اور گویا وہ ملک کی ضلالت کا عنصر اصلی بن گئی تھیں۔ اسلام نے ان کی حرمت کے ساتھ پہلے ان کے متعلقات اور دوسرے ذرائع کی بھی ممانعت کر دی۔ پھر جیسے جیسے طبائع سے ان برائیوں کا استیصال ہوتا گیا۔ دُور کے متعلقات اور ذرائع میں وہ ڈھیل دیتا گیا۔ یہانتک کہ پورے اطمینان کے بعد ایک دن ان کے جواز کا اس نے اعلان کر دیا۔ اس قسم کے متعدد مسائل احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔ مثلاً جب شراب حرام کی گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ جن میں عموماً عرب میں شراب بنانے کا دستور تھا۔ لیکن جب شراب کی عادت عربوں سے چھٹ گئی تو ان برتنوں کے عدم جواز کا فتویٰ اٹھا گیا۔ اسی طرح عربوں کی شدت اصنام پرستی کو دیکھکر زیارت قبور تک کو آنحضرت صلعم نے ناجائز قرار دیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ خطرہ جاتا رہا۔ تو آپ نے اس کی اجازت

دیدی۔ سونے اور حریر کا استعمال پہلے عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے حرام کیا گیا۔ لیکن آخر میں عورتوں کے لئے حلال کر دیا گیا۔ اور مردوں کے حق میں حرمت علیٰ حالہا قائم رکھی گئی۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی شریعت میں مل سکتی ہیں۔

اس قیاس پر یہ سمجھنا نہایت آسان ہے کہ آغاز میں اصنام پرستی کے کلی استیصال کے لئے ہر قسم کی تصویریں۔ مجسمے اور مورتیں حرام کردی گئیں۔ لیکن بعد ازیں جب تمام عرب مسلمان ہوگیا اور بت پرستی کا خدشہ مطلقاً جاتا رہا تو اس مسئلہ کی شدت میں کسی قدر تخفیف کردی گئی اور بعض صورتیں حرمت سے مستثنیٰ کی گئیں۔

علامہ بدرالدین عینی بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وانما نهی الشارع اولاً عن الصور کلها وان کان رقماً لانهم کانوا حدیثی عهد بعبادة الصور فنهی عن ذلک جملة ثم لما تقرر نهیه عن ذلک اباح ما کان رقماً فی ثوب للضرورة الی اتخاذ الثیاب فاباح ما یمتهن لانه یؤمن علی الجاهل تعظیم ما یمتهن وبقی النهی فیما لا یمتهن

ابتداءً شارع نے ہر قسم کی تصویروں کو گو وہ نقش ہی کیوں نہ ہوں اس لئے منع کیا کہ اہل عرب کو اصنام پرستی چھوڑے ہوئے بہت ہی کم زمانہ ابھی گذرا تھا اس بنا پر جملہ تصاویر منع کردی گئیں۔ لیکن جب یہ ممانعت ان کے دلوں میں خوب گھر کر گئی تو کپڑے میں جو تصویر نقش ہو ضرورۃً جائز کر دی گئی پس جو تصویریں محل عظمت میں نہ ہوں ان کو مباح کر دیا کیونکہ جاہل سے بھی یہ خطرہ نہیں ہے کہ جو چیز ذلیل سمجھی جائے اسکی وہ تعظیم کرے اور ممانعت ان تصویروں میں باقی رہی جو محل عظمت میں ہیں

تصاویر اور مجسموں کی حرمت کا سبب فقہاء اور محدثین نے تعظیم عبودیت قرار دیا ہے۔ اور اس بنا پر جن احادیث میں مصوروں اور مجسمہ سازوں کے لئے سخت ترین عذاب کی تحدید ہے وہ صرف ان لوگوں کے لئے خاص بتایا ہے جو پرستش اور پوجا کی مورتیں اور دیوتاؤں اور دیبیوں کی تصویریں بناتے ہیں۔ کیونکہ ان احادیث میں اشد الناس عذاباً اور نیز خلود نار کی سزا ان کے لئے فرمائی گئی۔ حالانکہ متعدد احادیث اور آیات قرآنی میں یہ سزائیں صرف کفار اور مشرکین کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ اس بنا پر یہ سزائیں صرف انہیں مصوروں اور مجسمہ سازوں کے لئے خاص سمجھی جائیں گی۔ جو معبودان باطل اور دیوتاؤں

کی تصویریں اور مجسمے بنایا کرتے ہیں۔ اور جن کو جاہل لوگ خرید کر اپنے اپنے گھروں میں پوجاپاٹ کے لئے رکھتے ہیں۔ چونکہ ان مصوروں اور مجسمہ سازوں کا یہ فعل خود مشرکانہ اور ہزاروں انسانوں کے مبتلائے شرک ہونے کا سبب ہوا ہے۔ اس لئے انھیں وہی سزا ملیگی جو مشرکین کے لئے مقرر ہے۔

امام طبری فرماتے ہیں۔

ان المراد ھنا من یصور ما یعبد من دون اللّٰہ وھو عارف بذلك قاصدًا له فانه یکفر بذلك فلا یبعد ان یدخل مدخل آل فرعون۔

یہاں مراد وہ مصور ہیں جو اُن چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں۔ جو خدا کے سوا پوجی جاتی ہیں۔ اور وہ ان کے بطلان سے واقف ہیں اور اسے عبادت کی غرض سے بناتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے فعل سے کافر ہو جائیں گے۔ اور بعید نہیں کہ وہ اہل فرعون کا سا عذاب پائیں۔

امام خطابی کا قول ہے۔

انما عظمت عقوبة المصور لان الصور کانت تعبد من دون اللّٰہ ولان النظر الیھا یفتتن وبعض النفوس الیھا تمیل

مصور کی عقوبت اس لئے شدید ہوئی کہ تصویریں پہلے خدا کے علاوہ پوجی جاتی تھیں اور اس لئے کہ ان کی طرف دیکھنے سے آپ مبتلائے فتنہ ہوتا ہے اور بعض قلوب ان کی طرف مایل ہو جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳) اس تطبیق پر مفصل بحث کی ہے اور ان کی ذاتی رائے بھی اسی طرف مائل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس عذاب شدید کو ذی روح اشیاء کے مصوروں تک وسعت دی ہے۔

بہرحال پرستش اور پوجا کی تصویریں اور مجسمے قطعًا اور کلیتہً حرام اور ناجائز ہیں اور ان کے بنانے والے شرک و کفر کے بدترین سزاؤں کے مستوجب ہیں۔ فتح مکہ میں اصنام کی خرید و فروخت کی ممانعت پر آنحضرت صلعم نے خطبہ دیا۔ (صحیح مسلم۔ بیوع) اور حرم میں جس قدر انبیاء اور فرشتوں کی تصویریں تھیں۔ ان کو محو کر دیا۔ آخرین لمحۂ حیات میں جو وصیتیں آپ نے فرمائی ہیں۔ ان میں ایک یہ مسئلہ بھی تھا۔ بعض ازواج مطہرات

نے جو ہجرت کرکے حبشہ گئی تھیں آپ کے مرض الموت میں حبشہ کے کلیساؤں اور گرجاؤں کا تذکرہ کیا۔ ان میں جو تصاویر اور مجسمے تھے ان کی تعریف کی۔ آپ نے ان کی یہ باتیں سن کر فرمایا۔

ان اولئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبرہ مسجداً وصوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عند اللہ عز وجل یوم القیامۃ (بخاری ومسلم باب النہی عن بناء المساجد علی القبور)

ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے ہیں۔ جن میں ان کی تصویریں کھڑی کرتے ہیں۔ یہ بدترین مخلوق ہیں۔ خدا کے نزدیک قیامت کے دن۔

یہ اس باب میں آپ کا آخری قول ہے۔ اور ہر قسم کے نسخ سے مبرا اور آزاد ہے اب رہ گئیں وہ تصویریں اور مورتیں جو عبادت اور پوجا کے کام میں نہیں آتیں۔ بلکہ محض خوشنمائی۔ آرائش یا کسی اور غیر مشرکانہ غرض سے بنائی گئی ہوں ان کے متعلق سب سے پہلے احادیث سے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ نے ان کو کن اسباب کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

خرج فی غزاۃ فاخذت نمطاً فسترتہ علی الباب فلما قدم فرأی النمط عرفت الکراھیۃ فی وجھہ فجذبہ حتی ھتکہ وقال ان اللہ لم یامرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین

آنحضرت صلعم کسی غزوہ میں گئے تھے۔ میں نے ایک تصویردار فرش لیا اور اس کو دروازہ پر لٹکایا جب آپ واپس آئے اور کپڑے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرے میں کراہیت پائی۔ پھر آپ نے اس پردہ کو کھینچ لیا اور پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ خدا نے ہم کو پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا۔

یہ حدیث صحیح مسلم باب التصاویر میں ہے۔ امام احمد نے اسی حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

قدم رسول اللہ صلعم من سفر وقد

آنحضرت صلعم ایک سفر سے واپس آئے میں نے

اشتریت نمطاً فیہ صورۃ فسترۃ علی سہوۃ بیتی فلما دخل کرہ ما صنعت وقال أتسترین الجدر یا عائشۃ فطرحتہ وقطعتہ مرفقتین

(جلد ۶ صفحہ ۲۴۷ مصر)

ایک کپڑا خریدا تھا جس میں ایک صورت تھی تو میں نے اس کو اپنے حجرہ میں لٹکا دیا۔ جب آپ داخل ہوئے تو میرے اس فعل کو ناپسند کیا۔ اور فرمایا اے عائشہ دیواروں کو کپڑا پہناتی ہو۔ میں نے اس کو گرا دیا اور کاٹ کر دو تکیے بنا لیے۔

(۳) حضرت عائشہ ہی کا واقعہ ہے۔ فرماتی ہیں۔

کان لنا ستر فیہ تمثال طائر وکان الداخل اذا دخل استقبلہ فقال لی رسول اللہ صلعم حولی ہذا فانی کلما دخلت ذکرت الدنیا (مسلم)

ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں ایک پرندہ کی تصویر تھی۔ جب کوئی اندر آنے والا آتا تو وہ اس کے سامنے پڑتا۔ آپ نے فرمایا اس کو ہٹا دو۔ جب میں اندر آتا ہوں تو اس آرائش کو دیکھ کر دنیا کا خیال آتا ہے

یہی حدیث امام احمد نے مسند میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ دو سندوں سے روایت کی ہے (دیکھو مسند مذکور صفحہ ۴۹ و ۲۴۱، مصر)

(۴) ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ بیمار تھے۔ تو ایک صاحب ان کی عیادت کو گئے۔ حضرت ابن عباس ایک چادر اوڑھے تھے اس پر تصویریں بنی تھیں ان صاحب نے اعتراض کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔

ما علمت بہ وما ادری رسول اللہ صلعم نہی عن ہذا الا للتکبر والتجبر ولسنا بحمد اللہ کذلک

(صفحہ ۳۵۶ - حیدرآباد)

مجھے اس کا علم نہیں ہوا اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن اس سے فخر و غرور ہوتا ہے۔ اور ہم لوگ بحمد اللہ ایسے نہیں ہیں۔

یعنی اس قسم کی زیبائش اور آرائش کے کپڑے سے دلوں میں غرور و فخر پیدا ہوتا ہے اس لئے آپ نے منع فرمایا ہے۔

(۵) صحیح بخاری (کتاب الصلوٰۃ باب التصاویر) میں حضرت انس سے مروی ہے کہ

حضرت عائشہ کے پاس ایک مصور پردہ تھا جو سامنے لٹکا رہتا تھا۔ آنحضرت صلعم نے ان سے فرمایا۔

امیطی عنی قرامک ھذا فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی الصلوٰتی

عائشہ اپنا یہ پردہ سامنے سے ہٹا لو کیونکہ اسکی تصویریں میری نماز میں خلل انداز ہوا کرتی ہیں۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیر مشرکانہ تصاویر ناجائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ خلاف تقویٰ ہیں۔

ایک مشکل کا حل

حضرت عائشہ کے مصور پردہ کے متعلق متعدد احادیث اوپر گزر چکی ہیں اور یہ سب بخاری میں یا مسلم میں یا دونوں میں موجود ہیں۔ ان احادیث پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں شدید اختلافات ہیں۔ ایک میں ہے کہ پردہ مکان کے دروازہ پر آویزاں تھا۔ دوسرے میں ہے کہ مکان کے اندر کوئی چھوٹی سی کوٹھری بنی تھی اس میں لٹکا ہوا تھا۔ ایک میں ہے آپ مکان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔ دوسرے میں ہے اندر داخل ہوئے تب دیکھا ایک میں ہے آپ نے پردہ کو پھاڑ دیا۔ دوسرے میں ہے کہ اُس کے ہٹا دینے کا حکم دیا ایک میں ہے کہ آپ نے برہمی ظاہر کی۔ دوسرے میں نرم الفاظ ہیں ایک میں ہے کہ اس کپڑے کو پھاڑ کر اس کے تکیے اور گدے بنے تو استعمال فرمایا۔ دوسرے میں ہے کہ وہ آپ کے بیٹھنے ہی کے لئے اصل میں خریدا گیا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا استعمال ناپسند کیا۔ ایک میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والے پر عذاب ہوگا۔ دوسرے میں اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ آپ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم باب لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ)

لیکن اسی جامع صحیح کے اسی باب میں دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے ام المومنین سے دریافت کیا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ کیا آپ نے

آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ لیکن میں تم سے وہ بیان کرونگی جو آپ کو کرتے دیکھا ہے۔ آپ کسی غزوہ میں گئے تھے میں نے ایک مصور کپڑہ لیا اور اس کو دروازہ پر لٹکایا۔ جب آپ واپس آئے اور اس کپڑے کو دیکھا تو میں نے چہرہ مبارک میں کراہیت کا اثر پایا۔ پھر آپ نے اس کو کھینچکر پھاڑ دیا۔ یا کاٹ دیا۔ اور فرمایا کہ ہمکو خدا نے پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔ میں نے اس کپڑے کو پھاڑ کر اس کے دو تکیے بنالئے تو آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

ان دو مختلف المفہوم احادیث کو باہم مربوط کرنے کے لئے محدثین نے تین طریقے اختیار کئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک دوسرے کی تاویل اور کسر وانکسار کے بعد ان کو جمع کیا جائے لیکن درحقیقت یہ جمع بین الضدین کی کوشش ہے۔

دوم یہ ہے کہ جن احادیث سے رخصت یا کراہت تنزیہی سمجھی جاتی ہے۔ ان میں تصاویر سے مراد غیر ذی روح کی تصاویر ہیں۔ اور جن میں حرمت اور ممانعت قطعی کا ذکر ہے اُن سے ذی روح تصاویر مراد ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ دفعہ مصالحت اس لئے صحیح نہیں کہ رخصت اور کراہیت تنزیہی کی بعض حدیثوں میں بتصریح ذکر ہے کہ اس میں ذی روح کی یعنی پرندے اور گھوڑے کی تصویر تھی۔ (مسلم و مسند احمد و ابوداؤد) سوم یہ کہ تصاویر کی رخصت کا واقعہ آغاز اسلام میں تھا۔ حرمت کی حدیث۔ احادیث رخصت کی ناسخ ہے۔ یہ محدث داؤدی کی رائے ہے۔ لیکن علامہ محدثین ابن حجر اور ابن التین نے اس کی تردید کی ہے۔ اور میرے نزدیک یہ اسلئے غیر صحیح ہے کہ اصول اسلام کا مجری یہ ہے کہ عقائد اور متعلقات عقاید میں اسلام نے کسی رواداری کو ایک لمحہ کے لئے بھی دخل نہیں دیا ہے۔ ان چیزوں میں اسلام نے اس غرض سے کہ تمام مراسم وذرائع ومتعلقات شرک وبت پرستی کی بیخکنی کردی جائے۔ پہلے سخت شدت کا برتاؤ کیا۔ لیکن جیسے جیسے ان خطرات کا انسداد ہوتا گیا اور عرب سے ان رسائم مشرکانہ کا استیصال ہوتا گیا۔ اس شدت کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی گئی۔ اس کی تائید علامہ عینی کے قول سے ہوتی ہے۔ جو آغاز مضمون میں نقل کردیا گیا۔ اس بنا پر ان احادیث کی تطبیق کی صحیح صورت

یہ ہے کہ احادیث حرمت قطعی آغاز اسلام سے متعلق ہیں۔ اور احادیث رخصت و کراہت بعد کی ہیں۔ جو پہلے حکم کے مشرح یا مخصص یا ناسخ ہیں۔ یعنی یہ کہ پہلے مشرکانہ وغیر مشرکانہ ذی روح وغیر ذی روح تمام تصویریں ناجائز تھیں۔ اور آپ کی شدت مخضب و ممانعت کے احکام کا تعلق اسی دور سے ہے۔ اور اگر ان کا تعلق دور رخصت سے ہے تو وہ صرف مشرکانہ تصاویر سے متعلق ہے۔

اس تفصیل کے بعد اسلام میں تصاویر کے شرعی حکم کے متعلق یہ فیصلہ کہنا چاہیئے کہ جو تصویریں مشرکانہ ہیں یعنی ان چیزوں کی تصویریں جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے مثلاً ہندوؤں میں دیوتاؤں کی تصویریں کیتھولک عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ حضرت مریم اور شہیدوں کی تصویریں وہ قطعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ اور ان کے بنانے والے سخت ترین عذاب کے مستوجب ہیں۔ لیکن جو تصویریں محض زیبائش و آرائش کے کام آتی ہیں۔ اولیٰ اور بہتر تو یہ ہے کہ ان سے بھی احتراز کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی استعمال کرے تو انشاءاللہ عاصی نہ ہوگا۔ اور حسب ذیل احادیث و آثار جو یقیناً شارع کے آخری حکم کی تعمیل ہے۔ ہم اپنے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

مرض الموت میں آنحضرت صلعم نے حبش کے گرجاؤں میں جو حضرت عیسیٰ و مریم اور دیگر شہداء کی تصویریں تھیں ان کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشرکانہ تصاویر ہمیشہ کے لئے ناجائز ہیں۔ اور یہ آپکا آخری حکم ہے جسکا کوئی ناسخ نہیں۔ غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز پر حسب ذیل احادیث و آثار دلالت کرتے ہیں۔

(۱) بحوالہ کتب صحاح و مسانید گذر چکا ہے کہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں ایک مصور پردہ تھا جس میں پرندہ یا گھوڑے کی تصویر تھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ہٹا دیا جائے کہ اس سے نماز میں خلل پڑتا ہے۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس آرائش سے دنیا یاد آتی ہے۔ اگر اس قسم کی تصویر بھی ناجائز ہوتی تو آپ فوراً اس کے مٹا دینے کا حکم دیتے۔

اس حدیث سے نہ صرف تصویر کی کراہت تنزیہی ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ جس طرح یہ تصویر

نماز کے آگے مکروہ ہے اُسی طرح منقش و رنگا رنگ جانمازیں اور مساجد کی ملون اور گل بوٹے کی محرابیں بھی مکروہ ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر آپ نے منقش چادر (انبجانی) کبھی نماز میں ناپسند فرمائی۔

(۲) جو مصور پردہ حجرہ کے دروازہ پر حضرت عائشہ نے لٹکایا تھا اور جس کو آپ نے پھاڑ ڈالا تھا۔ یا پھاڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت عائشہ نے اُس کے دو تکیے بنا لیے تھے جن کو آپ بے تامل استعمال فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ تصویر اس میں اُسیطرح موجود تھی جیسا کہ امام احمد نے مسند (جلد ۶ صفحہ ۲۴۷) میں اس کی تصریحی روایت کی ہے۔ تمام محدثین اور فقہا نے اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اگر تصاویر محل عظمت میں نہ ہوں بلکہ مستحقر و پامال ہوں مثلاً وہ فرش و قالین میں ہوں تو جائز ہے۔ لیکن اگر وہ آویزاں (یا کھڑی) ہوں تو جائز نہیں۔ لیکن آگے حضرت ابو طلحہ کی حدیث آتی ہے جس سے یہ تفریق نا قابل اعتبار ہو جاتی ہے۔

(۳) ترمذی اور کتب سنن میں ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے کہ حضرت میمونہ یا حضرت عائشہ کے حجرہ میں تصویر دار پردہ اور ایک مجسمہ تھا۔ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ مجسمہ کا سر کٹوا دیجئے۔ کہ وہ بیجان درخت کی طرح ہو جائے۔ اور پردہ کو فرش بنا دیجئے کہ پامال ہو۔

(۴) صحیح بخاری اور ابو داؤد کتاب الادب میں ہے کہ حضرت عائشہ اور ان کی سہیلیاں آپ کے سامنے گڑیاں جو قطعاً مورتیں تھیں کھیلتی تھیں۔

(۵) مسند احمد اور ابو داؤد کے اسی باب میں ہے کہ آنحضرت صلعم ایک دفعہ غزوہ تبوک یا خیبر سے (راوی کو یاد نہیں) واپس آئے۔ حجرہ میں ایک پردہ کپڑا اٹکا تھا۔ ہوا چلی تو پردہ کھل گیا۔ آپ نے دیکھا کہ چند گڑیاں رکھی ہیں ان کے بیچ میں ایک گھوڑے کی مورت ہے جس کے دونوں بازوؤں میں دو پر لگے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ عائشہ یہ کیا ہے۔ جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ گھوڑا ہے۔ فرمایا کہ گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے پر

تھے۔ آپ یہ سُن کر مسکرا دیئے۔

اس حدیث میں بڑی اہم چیز یہ ہے کہ تاریخ مذکور ہے۔ یعنی ۷ھ یا ۹ھ کا یہ واقعہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصاویر غیر مشرکانہ کا جواز آغاز اسلام میں نہیں۔ بلکہ آخر اسلام میں تھا۔ انھیں حدیثوں کی بنا پر محدثین اور فقہا نے گڑیوں کو جائز کہا ہے لیکن کیا اس کا سبب صرف یہ نہیں ہے کہ گڑیاں پرستش کے کام میں نہیں آتیں؟

(۶) مسند ابو داؤد طیالسی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس کا یہ واقعہ مختصراً گزر چکا ہے کہ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جس میں تصویریں بنی تھیں۔ ایک شخص نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا میں نے دیکھا نہیں تھا۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس لئے اس کو منع کیا ہے کہ اس سے غرور و فخر پیدا ہوتا ہے۔ اور بحمد اللہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ ان بزرگوں کے نزدیک یہ بھی خلاف اولیٰ اور خلاف تقویٰ تھا۔ اس لئے حضرت ابن عباس نے حکم دیا کہ اس کی صورت بگاڑ دی جائے۔

(۷) بخاری و مسلم و ابو داؤد (باب التصاویر) میں ہے کہ زید بن خالد تابعی نے حضرت ابو طلحہ انصاری سے روایت کی کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ لیکن یہ کہ کپڑے پر وہ تصویر نقش ہو۔ چنانچہ زید کو لوگوں نے اس کے بعد دیکھا کہ وہ اس قسم کا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض محدثین نے منقوش تصاویر کو عموماً جائز سمجھا ہے۔

(۸) ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے جو مدینہ کے ان سات فقہا میں تھے جن سے فقہ مدینہ مرتب ہوئی ہے بسند صحیح روایت کی ہے کہ ان کا یہی مذہب تھا۔ چنانچہ مکہ میں ان کے گھر میں بعض عجائب المخلوق عنقا اور قندس (؟)، کی تصویریں تھیں،

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

(۹) حضرت عائشہ کے بھانجے عروہ جو امام المحدثین ہیں ان کے تکیوں پر پرندوں اور مرد انسانوں کی تصویریں بنی تھیں۔ وہ ان پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔

(فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ)

(١٠) ابن سعد نے بسند روایت کی ہے کہ حضرت عروہ کے بٹن میں آدمیوں کے چہروں کی تصویریں بنی تھیں۔ (جز تابعین مدینہ صفحہ ١٣٦)

(١١) ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حضرت انس بن مالک کے حال میں لکھا ہے کہ اُن کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غزان کی تصویر بنی تھی۔ اس سے فقہاء نے یہ استنباط کیا ہے کہ بہت چھوٹی تصویر جائز ہے۔

حضرت ابو طلحہ انصاری بیمار پڑے تو حضرت سہیل بن حنیف ان کی عیادت کو گئے اسی اثناء میں حضرت ابو طلحہ نے ایک آدمی بلا کر کہا کہ نیچے کا قالین نکال لو۔ حضرت سہیل نے کہا کہ آپ اس کو کیوں نکلواتے ہیں۔ فرمایا اس میں تصویریں بنی ہیں۔ اور اس کے متعلق آنحضرت صلعم کا جو ارشاد ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ حضرت سہیل نے کہا۔ لیکن آپ نے یہ بھی تو فرمایا ہے الا رقما فی ثوب یعنی کپڑے میں نقش ہو کر ہو تو جائز ہے۔ فرمایا ہاں یہ سچ ہے۔ لیکن میرے دل کو یہی زیادہ پسند ہے۔"

یہ حدیث ترمذی میں ہے اور امام نے اسکو "حسن و صحیح" لکھا ہے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ جواز کے باوجود احتراز و احتیاط اولیٰ ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں دو اثر اور لکھے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ کی انگوٹھی میں جو نگینہ تھا اس میں دو مکھیوں کی تصویریں بنی تھیں۔

حضرت عمر کے زمانہ میں ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی تھی۔ جس کے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ دانیال نبی کی انگوٹھی ہے۔ اس کے نگینہ میں ایک مرقع تھا۔ دو شیر داہنے بائیں کھڑے تھے۔ بیچ میں ایک لڑکا تھا۔ حضرت عمر نے یہ انگوٹھی حضرت ابو موسیٰ اشعری کو عنایت فرمائی۔

اکثر محدثین اور فقہا نے جواز و عدم جواز تصاویر کے باب میں ذی روح اور غیر ذی روح کی تفریق کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ غیر ذی روح تصاویر اس لئے جائز ہیں کہ وہ پوجی نہیں جاتیں لیکن میرے نزدیک تو یہ تفریق صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ قابل عبادت اور غیر قابل عبادت کی تفریق کی جائے۔ ہندوستان کے لوگ جانتے ہیں کہ اس ملک کے کتنے فرقے درخت پرستی میں مبتلا ہیں۔ اس بنا پر کیا ان خاص درختوں کی تصویر کشی جائز قرار دی جائے گی۔ کہ وہ

غیر ذی روح ہیں ۔ میں اپنے دعوے پر حدیث ذیل سے استدلال کروں گا ۔

ان رسول اللہ صلعم کان لا یترک فی بیته شیئا فیه صلیب الا نقضه (کتاب اللباس)

آنحضرت صلعم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر صلیب بنی ہو ۔ لیکن اسکو مٹا دیتے تھے

یہ حدیث صحیح بخاری ۔ ابو داؤد ۔ مسند احمد ۔ اور نسائی میں ہے ۔ ان میں سے بعض روایتوں میں "چیز" کے بجائے "کپڑے" کی تخصیص ہے ۔ ترمذی "سورۂ توبہ" میں ہے کہ حضرت عدی بن حاتم جب حاضر خدمت ہوئے تو چونکہ وہ پہلے عیسائی تھے اس لئے ان کے گلے میں صلیب پڑی تھی ۔ آپ نے فرمایا "اے عدی اپنے گلے سے اس بت کو اُتار ڈالو" ان احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ غیر ذی روح بھی اگر عبادت شرکانہ کے کام میں آتا ہو تو اس کی تصویر کشی بھی ناجائز ہے ۔ اور وہ بھی بت کے حکم میں ہے ۔

اس تفریق کی صحت کے ثبوت میں ایک اور واقعہ سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے حضرت عمر کے زمانہ میں جب صحابۂ کرام نے پایۂ تخت کسریٰ (مداین) کو فتح کیا ہے اور ایوان شاہی میں داخل ہوئے ہیں تو اس میں جابجا سواروں اور پیادوں کے مجسمے اور تصویریں تھیں ۔ ان بزرگوں نے ان کو اسی طرح چھوڑ دیا اور وہیں نماز شکرانہ ادا کی ۔ امام طبری نے اس واقعہ کو تاریخ میں لکھا ہے[1] ۔ (صفحہ ۲۴۴۳ ، یورپ)

اس کے برخلاف حضرت عمر کو شام میں ایک واقعہ پیش آیا ۔ شام کے عیسائیوں نے اپنے کنیسہ میں حضرت عمر کو مع مسلمان امراکے دعوت دی ۔ آپ نے فرمایا ۔

انا لا نستطیع ان ندخل کنائسکم هذه مع الصور التی فیها

ہم تمہارے کنیسوں میں ان تصویروں کے ہوتے جو وہاں ہیں نہیں جاسکتے ۔

اس واقعہ کو امام شافعی نے کتاب الام میں بسند (فیہ ابن اسحاق) نقل کیا ہے اور مسند شافعی باب دعوۃ الذمی میں موجود ہے ۔ صحابہ کے اس اختلاف طرز عمل کا سبب یہی ہے

---

[1] امام موصوف نے بحیثیت مورخ اس واقعہ کو لکھا ہے ۔ اور مسند ناتمام لیکن متعدد راویوں کی مجموعی تائید سے نقل کی ہے ۔ تاہم محدثین پر اس کے تسلیم کرنے کے لئے زور نہیں دیا جاسکتا ۔

کہ ایوان کسریٰ کے مجسمے یا تصویریں مشرکانہ تھیں۔ اور ان عیسائی کنیسوں کے مجسمے اور تصویریں مشرکانہ تھیں۔

امام احمد نے مسند میں حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ایک دن آپ نے انکو مامور فرمایا۔ اور حکم دیا کہ۔

لا یدع بھا (المدینة) وثنا الا کسرہ ولا قبرا الا سواہ ولا صورة الا لطخہا (ج ۱ ص ۸۷)

مدینہ میں وہ کوئی بت نہ چھوڑیں۔ جس کو نہ توڑیں اور نہ کوئی قبر جس کو برابر نہ کریں۔ اور نہ کوئی صورت جس کو بگاڑ نہ دیں۔

اس حدیث میں اصنام قبور کے ساتھ ساتھ تصاویر کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے اشارہ ہوتا ہے۔ کہ وہ رسوم مشرکانہ سے متعلق ہیں۔

حدیث و اثر کے بعد فقہ کا درجہ ہے۔ امام ابوجعفر طحاوی جو محدث فقیہہ تھے۔ اپنا فیصلہ ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے۔

فثبت بما ذکرنا خروج الصور التی فی الثیاب من الصور المنہی عنہا وثبت ان المنہی عنہ ھی نظیر ما یفعلہ النصاریٰ فی کنائسہم من الصور فی جدرانہا ومن تعلیق الثیاب المصورة فیہا فاما ما کان یوطأ ویمتہن ویفترش فہو خارج من ذلک وہذا مذہب ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد۔

شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں کہ ہم نے جو بیان کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ممنوع تصاویر میں سے وہ تصویریں مستثنیٰ ہیں جو کپڑوں میں ہوں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ممنوع وہ ہیں جو مثل اس کے ہیں۔ جو عیسائی اپنے کنیسوں میں کرتے ہیں۔ یعنی دیواروں پر تصویریں بنانا اور باتصویر کپڑوں کو لٹکانا۔ لیکن جو تصویریں پاؤں کے نیچے روندی جائیں اور حقیر کی جائیں۔ اور بچھائی جائیں، وہ ممانعت سے خارج ہیں۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔

امام محمد موطا میں حضرت ابوطلحہ والی حدیث الا رقما فی ثوب نقل کرکے لکھتے ہیں۔

وبہذا ناخذ ما کان فیہ من تصاویر من بساط یبسط او فراش

اسی حدیث سے ہم یہ مستنبط کرتے ہیں کہ اگر تصاویر فرش یا بستر میں ہوں جو بچھائے جائیں تو مضائقہ نہیں

يفرش او وسادة فلا باس بذلك انما يكره من ذلك في الستر وما ينصب نصبا وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا (ص ۳۸۰)

اسی حدیث سے ہم یہ مستنبط کرتے ہیں کہ اگر تصاویر فرش یا بستر میں ہوں جو بچھائے جائیں تو مضائقہ نہیں صرف مکروہ وہ تصویریں ہیں۔ جو پردہ میں ہوں اور جو کھڑی کی جائیں۔ یہی ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا مذہب ہے۔

ہدایہ، رد المحتار اور عالمگیری وغیرہ میں بھی اسی تحقیق کی بازگشت ہے۔ صرف ایک نئی بات ہے۔ اور وہی قابل گرفت ہے۔ مفسدات صلوٰۃ کے بیان میں لکھتے ہیں ولا باس بان یصلی علی بساط فیه تصاویر ولا یسجد علی التصاویر یعنی اگر جانماز میں تصویریں بنی ہوں لیکن سجدہ ان تصویروں پر نہ کیا جائے تو نماز مکروہ نہیں ہوتی اور اگر مصلی کے سر کے اوپر چھت میں یا سامنے یا مقابل میں تصویر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ حالانکہ جو احادیث پہلے نمبر میں گزر چکی ہیں اُن سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ کراہت ہر حال میں لازم آنی چاہیئے۔ ورنہ تعجب ہے کہ ایک طرف تو تصویر کے وجود سے فرشتگان رحمت دُور ہٹ جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اگر جانماز تک میں تصویر ہو تو نماز کے باران رحمت کا انقطاع نہیں ہوتا۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی جو محدث بھی تھے بستان میں چند احادیث متعلقہ تصاویر نقل کرکے لکھتے ہیں

وبه نأخذ فلا باس بان يبسط الثياب التي فيها التصاوير والتماثيل وروي عن عطاء وعكرمة انهما قالا انما يكره من التماثيل ما ينصب نصبا فاما ما تطئه الاقدام فلا باس به۔

(باب النہی عن التصاویر)

اور انہی احادیث سے ہم استنباط کرتے ہیں کہ جن کپڑوں میں تصاویر ہوں ان کے بچھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ عطا اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ تصویریں مکروہ ہیں جو کھڑی کی جائیں۔ لیکن جو پاؤں کے نیچے روندی جائیں ان میں کوئی حرج نہیں۔

یہ تو فقہائے احناف تھے۔ اب دوسرے ائمہ کی رائیں بھی سننی چاہئیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

واستدل بهذا الحديث على جواز اتخاذ الصور اذا كانت لها ظل و هي مع ذلك مما يوطأ او يداس او يمتهن بالاستعمال كالمخاد والوسائد قال النووي وهو قول الثوري و مالك وابي حنيفة والشافعي ولا فرق في ذلك بين ما له ظل وما لا ظل له فان كان معلقا على حائط او ملبوسا او عمامة او نحو ذلك مما لا يعد ممتهنا فهو حرام (۳۳۲ ج ۱۰)

اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ تصویروں کا رکھنا اگر اُن میں سایہ ہو (یعنی مجسمات ہو) اور وہ اسی کے ساتھ روندے بھی جائیں یا استعمال سے ان کی حقارت کی جائے تو جائز ہے۔ جیسے فرش اور تکیے میں۔ امام نووی نے کہا ہے کہ یہی امام ثوری امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا قول ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تصویروں میں سایہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر وہ دیوار میں اٹکائی جائیں یا وہ لباس یا عمامہ میں یا اسی قسم کی اور چیزوں میں ہوں جو حقیر نہیں سمجھی جاتیں تو وہ حرام ہیں۔

فقہائے حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ

ومنها ان مذهب حنابلة جواز الصورة في الثوب ولو كان معلقا على ما في خبر ابي طلحة لكن ان ستر به الجدار منع عندهم

(فتح الباری ج ۱ صفحہ ۳۳۲)

کپڑے میں تصویر ہو تو جائز ہے۔ اگرچہ وہ آویزاں ہو جیسا کہ حضرت ابوطلحہ کی حدیث میں ہے لیکن اگر اس سے دیوار چھپائی جائے۔ تو ان کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔

حنابلہ کا مذہب بالکل احادیث کی لفظی تقلید ہے۔

دو باتیں صاف کر لینی چاہئیں۔ ایک تو یہ ہے کہ تمام فقہا متفقاً یہ کہتے ہیں کہ اگر تصویریں محل عظمت میں نہ ہوں مثلاً پاؤں کے نیچے ہوں یا اور کسی قسم کی ذلت میں ہوں تو جائز ہیں۔ اس عظمت اور ذلت کا کیا معیار ہے؟ اس کی تفصیل مثالوں میں کی گئی ہے یعنی یہ کہ مثلاً فرش یا تکیہ میں ہوں۔ لیکن اس سے کوئی اصولی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً آج

کل کی طرح کتابوں میں ہوں۔ چائے کی پیالیوں میں ہوں تو کیا فیصلہ ہے۔ کہ یہ محل عظمت میں ہیں یا محل ذلت میں۔ کبھی کتابیں طالب علم کا تکیہ بھی بنتی ہیں اور کبھی حفاظت سے الماریوں میں بھی رکھی جاتی ہیں۔ چائے کی پیالیاں کبھی زمین پر بھی ڈال دی جاتی ہیں اور کبھی میز پر بھی رکھی جاتی ہیں۔ اس لئے عظمت اور ذلت کی کوئی اصولی تفسیر کرنی چاہئیے۔

فقہا نے جابجا تصاویر کے جواز و عدم جواز کی جو صورتیں لکھی ہیں ان میں عموماً استدلال یہ کرتے ہیں کہ فلاں صورت جائز ہے۔ اس لئے کہ اس میں اشتباہ عبادت نہیں۔ فلاں صورت ناجائز ہے۔ اس لئے کہ اس میں عبادت کا اشتباہ ہوتا ہے (دیکھو ہدایہ مکروہات صلوٰۃ) اس بنا پر عظمت و ذلت کی تفسیر یہ کی جائے گی کہ وہ صورتیں جن سے تصاویر کی تعظیم سمجھی جائے یا عبادت کی موہم ہوں۔ یا کفار کے معابد اور عیسائیوں کے کنیسوں میں جس طور سے تصاویر رکھی جاتی ہوں وہ عظمت ہوگی۔ اور جن صورتوں میں ان تصاویر کے متعلق تحقیر بے پروائی اور تصاویر بحیثیت تصاویر کے کوئی خیال و خطرہ ان کی عظمت کا نہ ہوتا ہو اور نہ وہ کفار و دیگر فرق ضالہ کے طرق عبادت و تعظیم اصنام سے مشابہ ہوں تو وہ ذلت و امتہان ہوگا۔

دیواروں میں تصاویر لگانے کی صورت اس لئے فقہا نے ناجائز قرار دی ہے کہ رومن کیتھولک اور دیگر تصاویر پرست فرق نصاریٰ کے معابد میں اس کا رواج ہے۔ اور اس لئے اس سے کفار اور مشرکین کے ساتھ مشابہت مشرکانہ لازم آتی ہے جس سے ہر مسلمان کو قطعی طور سے پرہیز کرنا چاہئیے۔

اس تمام سواد سے جس کو دو صحبتوں میں ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ معلوم ہوگا کہ احادیث میں اور مجتہدات آئمہ میں بھی جو صورتیں جواز و عدم جواز کی مذکور ہیں ان میں بالتخصیص کپڑوں کا ذکر ہے۔ لیکن ایک زمانہ دراز سے کپڑوں سے ہٹ کر کاغذوں پر تصاویر بننے لگی ہیں۔ اور آج کل تو تصاویر زیادہ تر اسی لباس کاغذی میں جلوہ پیرا ہوتی ہیں۔ اس بنا پر یہ نیا سوال پیدا ہو گیا ہے کہ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

اس سے بھی زیادہ قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ آج کل تصاویر کی دنیا ہی بدل گئی ہے۔

پہلے زیادہ تر تصاویر کا تعلق دیوتاؤں اور دیگر مذہبی مراسم سے تھا۔ یا محض نمائش ان سے مقصد ہوتا تھا۔ لیکن آج کل تو ان کے استعمال کے اس قدر نئے طرق اور ان کی مختلف ضرورتوں کے اس قدر اہم پہلو نکل آئے ہیں کہ جن سے بے اعتنائی نہیں کی جا سکتی۔

کتابوں اور رسالوں میں تصاویر ہمارے سامنے مختلف مجالس۔ مناظر۔ معرکہائے جنگ کی اصلی صورتیں پیش کرتی ہیں۔ مختلف قوموں کے خط و خال تمدن و معاشرت کے نقشے ہم کو دکھاتی ہیں۔ اعضائے انسانی کی تشریح جسم کی ساخت اور دیگر ضروری طبی قواید نمایاں کرتی ہیں۔ سلطنتوں میں مجرموں کی اور سفرا اور دیگر اشخاص کی جن کا علم ضروری ہے۔ ان سے شناخت ہوتی ہے۔ لغت کی کتابوں میں حیوانات کی تمیز اور ان کے معنی سمجھانے میں ان سے مدد لی جاتی ہے۔ دوست دوست باہم ان کے ذریعہ سے لطف ملاقات حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی چیز میں بھی شائبہ عبادت و بت پرستی نہیں۔ اور نہ ان سے تعظیم تصاویر و مراسم شرک کا گمان ہوتا ہے۔ اس بنا پر ان کاغذی تصاویر کو کپڑوں کی تصاویر پر قیاس کیا جائے گا۔

غیر ذی روح کی تصاویر کو تو تمام فقہا نے عموماً جائز کہا ہے۔ بحث ذی روح میں ہے ذی روح کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ تصویر کسی حیوان کی ایسی مکمل تصویر ہو کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ تن میں جان ڈال دی جائے تو وہ زندہ ہو جائے۔ کاغذی تصاویر پر یا کپڑے کی تصاویر پر غرض غیر مجسم تصاویر پر یہ بات صادق نہیں آتی کہ وہ ذی روح ہے کیونکہ وہ صرف نقش اور رنگ ہے۔ جس میں کسی قسم کا عمق نہیں۔ صرف خطوط سے شکل پیدا کی گئی ہے۔ اور اس میں کسی طرح زندگی نہیں پیدا ہو سکتی۔ یہی سبب ہے کہ احادیث اور کتب فقہیہ میں ان تصاویر کو بلکہ مجسموں کو جن کے سر کاٹ دئے جائیں یا دھڑ علیحدہ کر لیا جائے یا نصف سے کاٹ دیا جائے جائز الاستعمال قرار دیا گیا ہے۔

نسائی میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس نہیں آئے۔ سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گھر میں مجسمہ اور تصاویر موجود تھیں اور ایک کتا بیٹھا تھا۔ اس کے بعد فرشتۂ غیب نے یہ تعلیم کی۔

وفی بیتك ستر فیه تصاویر فاما ان تقطع رؤسها او یجعل بساطاً یوطأً

حالانکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصاویر ہیں تو یا تو ان کے سر کاٹ دیجئے یا ان کو بچھا دیجئے۔

یہی واقعہ ترمذی ابن حبان اور اصحاب سنن نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

وکان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیه تماثیل فمر برأس التماثیل الذی علی باب البیت یقطع فیصیر کھیئة الشجرة ومر بالستر فلیقطع فلیجعل منه وسادتان منبوذتان توطأ۔

دروازہ پر ایک مجسمہ تھا اور پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں (جبرائیل نے کہا) کہ حکم دیجئے کہ دروازہ پر جو مجسمہ ہے اس کا سر کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائے اور پردہ کو کاٹ کر اس کے تکئے بنا لئے جائیں جو پڑے رہیں۔ اور پامال ہوں۔

اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے دو باتیں ہم کو ثابت کرنی ہیں۔ اول یہ ہے کہ اگر مجسمہ یا تصاویر کا دھڑ الگ کر دیا جائے جس کے بغیر زندگی ناممکن ہو تو وہ جائز ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ذی روح کی جو تفسیر اوپر بیان کی گئی ہے وہ صحیح ہے۔ ورنہ اگر ذی روح کے یہ معنی لئے جائیں کہ وہ حیوان ہو تو اس صورت میں حضرت جبرئیل کا یہ فرمانا کہ مجسمہ کا سر کاٹ لیا جائے کہ "درخت کی طرح ہو جائے" کیا معنی رکھے گا۔ کیونکہ سر علیحدہ کرنے کے بعد بھی وہ ذی روح ہی کی تصویر کہی جائے گی۔

حافظ ابن حجر نسائی کی اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں۔

وفی ھذا الحدیث ترجیح قول من ذھب الی ان الصورة التی تمتنع الملٰئکة من دخول المکان التی تکون فیه باقیة علی ھیئتھا مرتفعة غیر ممتھنة فاما لو کانت ممتھنة او غیر ممتھنة لکنھا غیرت عن ھیئتھا

اس حدیث سے ان فقہا کے مذہب کی ترجیح ثابت ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ تصویر جس کے سبب سے فرشتے مکان میں داخل ہونے سے باز رہتے ہیں۔ وہ ہے جو اپنی ہیئت پر قائم ہو۔ اور بلند ہو ذلیل نہ ہو۔ یا اگر ذلیل یا غیر ذلیل نہ ہو۔ لیکن اس کی ہیئت بدل

اما بقطعها من نصفها او بقطع راسها فلا امتناع (جلد ۱ صفحہ ۳۲۹)

دی گئی ہو۔ اس کا آدھا دھڑ کاٹ کر یا سر کاٹ کر، تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اس تشریح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہاف ٹون (یعنی آدھے دھڑ کی) تصویر بالکل جائز ہے۔ اس کی بنا پر اگر اختلافات فقہاء سے بچنے کے لئے اور زیادہ احتیاط و تقویٰ برتنے کے لئے مسلمان صرف ہاف ٹون فوٹو اور تصویر کو بوقت ضرورت اختیار کریں تو مناسب ہے۔ اور ہر قسم کے خطرات حرمت سے پاک ہے۔

آج کل یورپین تمدن کے اثر سے کمروں کو تصویروں سے سجانے کا طریقہ عام طور سے مسلمانوں میں بھی رائج ہو رہا ہے۔ حالانکہ تفصیل سابق سے یہ آشکارا ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ طریقہ اکثر آئمہ فقہاء و محدثین کے نزدیک احکام اسلام کے خلاف ہے کہ اس سے کفار کے معبدوں اور نصاریٰ کے کنیسوں سے مشابہت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ملائکہ رحمت اپنی آمد کا دروازہ اس مکان پر بند کر دیتے ہیں۔ خصوصاً بعض جدید تعلیم یافتہ نوجوان تو اپنے کمروں کی آرائش ایسی حیاسوز اور برہنہ تصویروں سے کرتے ہیں کہ چشم ادب خود بخود شرمندہ ہو جاتی ہے۔

مجھکو ایک دو دفعہ بعض تعلیم یافتہ دوستوں کے لئے ایسے آراستہ و پیراستہ گول کمروں میں واقعہ میلاد نبوی بیان کرنے کا اتفاق ہوا جو حسب طرز زمانہ برہنہ و ملبوس زنانہ و مردانہ تصاویر سے آراستہ تھے اس وقت تو اپنے ضعف ایمان کے سبب سے مجھے ٹوکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ لیکن جب میں نے تقریر شروع کی اور بار بار ان تصویروں پر نگاہ پڑی تو شرم آئی کہ ایک طرف تو میں فضائل محمدی اور محبت نبوی کا اس زور شور سے اعلان کر رہا ہوں اور دوسری طرف عملاً در و دیوار سے احکام نبوی کے انکار کی آوازیں سن رہا ہوں۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ میں نے صاحب مجلس سے اپنے احساس کا ذکر کر دیا۔ جس کا صرف اتنا اثر ان پر ہوا کہ انہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسے موقعوں پر وہ اس کی احتیاط کریں گے۔

مسلمان بھی کبھی ایک شاندار تمدن کے بانی تھے۔ جس کی مٹی مٹی یادگاریں اب بھی پرانے گھروں میں نظر آئیں گی۔ وہ بھی اپنے ایوان و قصور کو آراستہ کرتے تھے

مگر کس سے ؟ مفید نصائح۔ دلپذیر قطعات، پُر اثر احادیث اور باموقع آیاتِ قرآن کے خوشنما کتبات اور طغروں سے جو اسی قدر قیمتی ہوتے تھے کہ آج بھی ان کو اہل یورپ پرانی اور فرسودہ کتابوں کے بیچنے والوں سے ایک ایک ہزار اور دو دو ہزار کو خریدتے ہیں، نمائش اور خوبصورتی کے علاوہ ایک بڑا فائدہ ان میں یہ تھا کہ جب نظر اٹھتی تھی تو نگاہ کے سامنے ایک ادب آموز معلم کی ہوش آور صدا سنائی دیتی تھی۔ اور شعار زندگی (موٹو) بنکر وہ ہمیشہ ہم کو ہمارے فرائض سے آگاہ کرتی رہتی تھی۔

مجسموں میں سے صرف دو قسم کے مجسمے جائز ہیں۔ حضرت عائشہ کی گڑیاں اور پر دار گھوڑوں والی حدیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ بچوں کے کھیل تماشے کے مجسمے جائز ہیں۔ اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث جس میں مجسمہ کے سر کاٹ کر رکھنے کی اجازت ہے۔ اس سے نصف دھڑ کے مجسموں کے متعلق جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ نیز بر بنائے آثار مرویہ۔ ایسی چھوٹی تصویریں یا مجسمے جو کسی قدر فاصلہ سے نظر نہ آئیں۔ جائز ہیں جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں مصرح ہے۔

آجکل جو لوگ یہ کہکر پورے قد کے مجسموں کو جائز سمجھنا چاہتے ہیں۔ کہ اب دنیا میں بت پرستی کا رواج نہیں رہا۔ اور اب کوئی مجسموں کی پرستش نہیں کرتا۔ نہ اس زمانہ میں کہ خود خدا پرستی کا رواج نہیں رہا۔ (خاکم بدہن) اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ لوگوں نے عقل و ہوش سے شرک و بت پرستی کی غلطی کو محسوس کر کے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ چونکہ عموماً مذہب کی طرف سے بے پروائی بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے نئے تعلیم یافتہ ہندو اور عیسائی اس سے ابا کرنے لگے ہیں۔ ورنہ اگر ہندوؤں کے جاہل طبقوں کے معبدوں میں عیسائیوں کے رومن کیتھولک گرجاؤں میں جا کر دیکھئے تو مجسمہ و بت پرستی کے مراسم اسی جوش و خروش سے منائے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ اس تمدن جدید سے پہلے تھا۔

آج آریہ نوجوان بت شکنی (مورتی کھنڈن) کے پورے حامی ہیں۔ لیکن ان کو چل کر رامچندر جی کی راجدھانی اجودھیا میں دیکھنا چاہیئے کہ وہاں نہ صرف اصلی دیوتاؤں اور دیویوں کی پرستش ہوتی ہے۔ بلکہ اس وسعت میں ملکہ وکٹوریہ کا وہ سنگی بت بھی آگیا ہے جو اجودھیا کی مقدس سرزمین میں نصب کرا دیا گیا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جاہل ہندو

پجاری ملکہ کے اس بت کے آگے اسی طرح جھکتے ہیں۔ جس طرح اپنے اوتاروں کے مجسموں کے آگے جھکا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اس پر پھول اور نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ لکھنؤ میں قیصر باغ کے پیچھے ملکہ کا جو بت نصب ہے اس کے ساتھ بھی کبھی کبھی اسی عقیدت کیشی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اگر پہرہ کے سپاہی اٹھا دیے جائیں تو دنیا کے اس پرانے مذہب کے اوتاروں میں ایک نئی دیبی کا فوراً اضافہ ہو جائے۔

اس اظہار خیال سے کسی فرقہ کی دلآزاری مقصود نہیں بلکہ واقعہ کا اظہار اس غرض سے مطلوب ہے کہ میرے بیان کی تصویر کا رخ اچھی طرح مسلمانوں کے سامنے واضح ہو جائے۔

سب سے آخر میں ایک اور اہم مسئلہ کا چھیڑنا باقی ہے کہ کیا مسلمانوں کو تصویریں اور مجسمے بنانا جائز ہے۔ نیز یہ کہ فوٹوگرافی کیا تصویر میں داخل ہے؟

اس مسئلہ میں جہاں تک احادیث، آثار اور کتب فقہ کا احاطہ کیا جا سکا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جاندار کی تصویر کشی یا مجسمہ سازی کسی مسلمان کے لئے کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔ غیر جاندار مثلاً پھول۔ درخت۔ مکانات۔ پہاڑ۔ دریا اور مناظر طبعی کی تصویر و تجسیم بلا کراہت جائز ہے۔

علاوہ ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلعم نے مصوروں کے لئے سخت عذاب کی اطلاع دی ہے۔ اور جن میں سے بعض آغاز مضمون میں لکھی گئی ہیں۔ اس موقع پر چند اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میرا پیشہ مصوری ہے میں ان تصویروں کو بنا کر روزی پیدا کرتا ہوں۔ کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا قریب آجاؤ۔ میں نے آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ

کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورها نفسا تعذبه فی جهنم	ہر مصور دوزخ میں ہوگا اس کی ہر تصویر کے مقابلہ میں جس کو اس نے بنایا ہے ایک جان پیدا کی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔

ابن عباس نے پھر فرمایا۔

ان كنت لابد فاعلاً فاصنع الشجر اگر تم کو ضرور ہی تصویر بنانا ہے تو درختوں کی
وما لا نفس له (کتاب اللباس) اور ان چیزوں کی بناؤ جن میں جان نہیں۔

صحیحین میں ہے کہ مسلم بن صبیح اور مسروق تابعی دونوں ایک گھر میں تھے۔ جن میں تصویریں تھیں۔ مسروق نے کہا یہ کسریٰ کی تصویریں ہیں۔ مسلم بن صبیح کی رائے تھی کہ یہ حضرت مریم کی تصویریں ہیں۔ مسروق نے کہا۔ خبردار میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اشد الناس عذابًا يوم القيامة قیامت کے دن سب سے سخت عذاب
المصورون مصوروں پر ہوگا۔

یاد ہوگا کہ آغاز مضمون میں لکھا جا چکا ہے کہ "سب سے سخت عذاب" کی تہدید ان مصوروں کے لئے ہے جو مشرکانہ تصاویر بناتے ہیں۔ تاہم عذاب کے اطلاق و عمومیت سے عام مصورین نہیں بچ سکتے۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ایک دفعہ مدینہ میں مروان یا سعید کے گھر گئے دیکھا کہ اس میں تصویریں ہیں۔ یا تصویریں بنائی جا رہی ہیں۔ فرمایا میں نے آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔

ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي اس سے گنہگار تر کون ہوگا جو میری طرح خلق کا کام
فليخلقوا ذرة او يخلقوا حبة کرتا ہے اچھا تو انسان ایک ذرہ کو تو بنائے ایک دانہ تو پیدا کرے

اس موقعہ پر قصداً صرف وہ حدیثیں لکھی گئی ہیں جن کو صحابہ نے آپ کی وفات کے بعد موقع شہادت پر پیش کیا ہے۔ تاکہ کسی کو نسخ کا شبہ نہ ہو۔

سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث (کتاب اللباس) کہ ایک عورت نے آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم میرا شوہر لڑائی پر گیا ہے اگر اجازت ہو تو میں گھر میں چھوہارے کے درخت کی تصویر بنا دوں۔ آپ نے اس کو اس سے منع فرمایا۔ اس حدیث سے ممکن ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر کی ممانعت پر کوئی صاحب استدلال کریں۔ لیکن یہ روایت متعدد وجوہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

(۱) حدیث ابن عباس جس میں اس کی اجازت دی گئی وہ اصح ہے اور یہ اسکے خلاف ہے۔

(۲) اس حدیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ نفس درخت کی تصویر کشی کی آپ نے ممانعت فرمائی۔ بلکہ خود روایت کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی ممانعت کسی اور سبب پر مبنی تھی۔ ورنہ شوہر کے لڑائی کے جانے سے اور درخت کی تصویر کشی سے کیا مناسبت ہے۔ دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ یا تو وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ چونکہ شوہر موجود نہیں۔ اس لئے گزر اوقات کے لئے وہ اس پیشہ کو اختیار کرنا چاہتی ہے۔ یا بیکاری سے گھبرا کر اس شغل سے دل بہلانا چاہتی ہے۔ آپ نے دونوں میاں بیوی کے ذاتی حالات کو جان کر اس کو اس فعل سے مصلحتًا منع فرمایا۔

(۳) لیکن اصلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث روایۃً صحیح نہیں ہے۔ اس کا تیسرا راوی عفیر بن معدان ناقابلِ اعتبار ہے۔ میزان الاعتدال میں اس کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل کی حسب ذیل رائیں ہیں۔

ابو داؤد	شیخ صالح ضعیف الحدیث
ابو حاتم	یکثر عن سلیم بما لا اصل له
یحییٰ	لیس بثقة۔ لیس بشئ
احمد بن حنبل	منکر الحدیث ضعیف

کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔ اس بنا پر مسئلہ تصاویر میں یہ حدیث کالعدم ہے۔

سب سے اخیر مسئلہ یہ ہے کہ فوٹو گرافی کیا مصوری ہے؟۔ اور فوٹو گرافر پر کیا مصور کا اطلاق ہوگا۔ اور کیا فوٹو کھچوانا بھی داخلِ معصیت ہے؟ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں ایک لطیفہ سنانا چاہتا ہوں۔

ہمارے ایک مخدوم جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس امرتسر ہیں ان کے گھر میں ایک فوٹو رکھا تھا ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ آپ گھر میں فوٹو رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ فوٹو نہیں ہے۔ فوٹو کے جواز کا فتویٰ ہے۔ انہوں نے نزدیک

جاکر دیکھا تو اس میں حضرات ذیل مع عبا و قبا و عمامہ کے نظر آئے۔

علامہ سید رشید رضا مصری۔ مولانا شبلی نعمانی۔ مولانا سید عبد الحی ناظم ندوۃ العلماء۔ مولانا ابو الکلام۔ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی۔ فقیر سید سلیمان۔

موجودہ دنیائے اسلام کے تمام روشن خیال علماء کی (بشرطیکہ روشن خیالی منصب افتا کے خلاف نہ ہو) رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فوٹوگرافی مصوری نہیں ہے۔ اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ مصر و مراکش و ایران و قسطنطنیہ کے تمام اکابر ارباب عمائم ہم کو کاغذی پیراہنوں میں ہندوستان میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

فوٹوگرافی درحقیقت عکاسی ہے۔ جس طرح آئینہ پانی اور دیگر شفاف چیزوں پر صورت کا عکس اتر آتا ہے۔ اور اس کو کوئی گناہ نہیں کہتا۔ اسی طرح فوٹو کے شیشہ پر مقابل صورت کا عکس اتر آتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار اور قائم نہیں رہتا۔ اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کر لیا جاتا ہے۔ ورنہ فوٹوگرافر اور مصور کی طرح اعضا کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے۔ تاہم احتیاط و تقویٰ اسی کا مقتضی ہے کہ بجائے پورے قد کے فوٹو کے مسلمان صرف آدھے دھڑ یعنی ہاف ٹون فوٹو کھینچیں اور کھنچوائیں۔ اور حقیقت میں انسان کی شناخت اور پہچان صرف اوپر ہی کے دھڑ سے ہوتی ہے۔ اور فوٹو سے یہی مقصود ہے۔

ونسئل اللہ العصمۃ من الخطاء والزلل

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی نے جس عمدگی اور جس متانت اور جس عالمانہ وقار سے مسئلہ تصاویر پر شرعی تحقیقات کی بحث لکھی۔ وہ سب ناظرین نے پڑھ لی اب مجھے اس بحث کے متعلق اپنی رائے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ شرعی

معاملات میں کوئی شخص ذاتی رائے ظاہر کرنے کا مجاز ہو سکتا ہے۔

البتہ مجھے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ عکسی تصاویر کے متعلق مجھے اطمینان ہے کہ وہ اُس حد میں نہیں آتیں۔ جس سے تصویر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے میں پچیس تیس سال سے اپنی تصویریں برابر کھچواتا ہوں۔ اور ان کو اپنے مکانوں میں لگاتا ہوں اور دوستوں کی تصاویر بھی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اور پرانے زمانہ کی قلمی تصاویر بھی میرے ہاں موجود ہیں۔ ان پچیس تیس سال کے عرصہ میں میرے دل میں کبھی کسی شخص کی تصویر کا ایسا اثر پیدا نہیں ہوا کہ میرے دل میں اُس کی خاص عظمت پیدا ہوتی۔ اور اس عظمت کی وجہ سے میں اس تصویر کی ایسی عزت کرتا۔ جو پرستش کی حد میں آتی ہو۔

البتہ ایک دفعہ سورت شہر میں نے اپنی ایک مرید عورت کو دیکھا کہ اس نے میری تصویر ایک طاق میں لگا رکھی ہے اور اس پر پھولوں کے سہرے باندھے ہیں اور سامنے مومی شمع روشن کی ہے۔ اور اسی جگہ لوبان جل رہا ہے۔ اور وہ ہاتھ باندھے تصویر کے سامنے بیٹھی ہے۔ میں یہ منظر دیکھکر لرز گیا۔ اور میں نے اُس تصویر کو اپنے ہاتھ سے اتار کر آگ میں ڈال دیا۔ اور اس عورت کو نرمی سے سمجھا دیا۔ اُس کے بعد میں نے اپنی ایک تصویر پر جو کثیر مقدار میں چھپائی گئی تھی۔ اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھدی کہ

"کاغذی تصویر کی تعظیم حرام ہے"

پس سوائے شدید جاہلوں کے اور کسی تعلیم یافتہ مسلمان سے یہ اندیشہ نہیں ہے۔ کہ وہ کسی بزرگ یا پیر یا مذہبی پیشوا کی تصویر کی پوجا کرنے لگے۔ تاہم میں قدیمی اولیاء اللہ کی تصاویر کو

اب بھی اسی واسطے جائز نہیں سمجھتا کہ اس میں گمراہی کا امکان ہے لیکن عام لوگوں کی عکسی تصاویر کے متعلق جو غل شور پرانے زمانہ کے علمار کرتے ہیں وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے شرع اسلام غیر مسلم اقوام کی نظروں میں سبک ہوتی ہے۔ اور وہ کہتی ہیں کہ اسلام اس قدر محدود خیال اور کمزور مذہب ہے کہ معمولی نقاشی اور فن مصوری کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

حاصل مقصد مولانا سید سلیمان اور تمام علمار کی بحث کا جو اس رسالہ میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دارومدار مسئلہ تصاویر کا نیت اور موقع ومحل پر ہے۔ اور اب چونکہ نیت اور موقع ومحل تصاویر کی پرستش کا باقی نہیں ہے۔ اس واسطے عکسی تصاویر کے جواز میں کچھ شک باقی نہیں۔ اور اس پر زیادہ ردوقدح کرنا حالات زمانہ کے اور تحفظ رواداری اسلام کے خلاف ہے امید ہے کہ یہ رسالہ دونوں جماعتوں کو مطمئن کر دے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حسن نظامی

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
میلاد نامہ	عہ ر	زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ بیوی کی تربیت	عہ ر
اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ محرم نامہ	عہ ر	زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ اولاد کی شادی	عہ ر
اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ یزید نامہ	عہ ۴ر	بچوں کی کہانیاں باتصویر	۱۰ ر
اسلامی تاریخ کا ناول طمانچہ بر رخسار یزید	عہ ر	جگ بیتی کہانیاں	۸ ر
دکن کی اسلامی تاریخ	۸ ر	اتالیق خطوط نویسی - پہلا و دوسرا و تیسرا حصہ	عہ ۴ر
ہندو تاریخ کی کتاب کرشن بیتی	عہ ۸ر	رسول کی عیدی	۳ ر
غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ بیگمات کے آنسو	عہ ۸ر	بچوں کی تعلیم کے لیئے پہلا حصہ آسان قاعدہ	۸ ر
" " دوسرا حصہ انگریزوں کی بپتا	۸ ر	" " " دوسرا حصہ تعلیم القرآن	۸ ر
" " تیسرا حصہ محاصرہ دہلی کے خطوط	۴ ر	" " " تیسرا حصہ اُردو سبق	۸ ر
" " چوتھا حصہ بہادر شاہ کا مقدمہ	۶ ر	آپ بیتی حسن نظامی	عہ ۴ر
" " پانچواں حصہ گرفتار شدہ خطوط	عہ ۴ر	اعمال حزب البحر	۱۰ ر
" " چھٹا حصہ غدر دہلی کے اخبار	۴ ر	امام الزمان کی آمد	۱۲ ر
" " ساتواں حصہ غالب کا روزنامچہ غدر	۱۲ ر	لاہوتی آپ بیتی	۲ ر
" " آٹھواں حصہ دہلی کی جاں کنی	عہ ر	خدائی انکم ٹیکس	۱ ر
" " نواں حصہ دہلی کا آخری سانس	عہ ۸ر	شیطان کا طوطا	۲ ر
فاطمی دعوت اسلام	عہ ۸ر	قبروں کے غیبی نوشتے	۴ ر
ذکر غوث پاکؓ محفل مہ گیارھویں شریف	۱۲ ر	کم ٹو موت	عہ ر
زنانہ تعلیم کا پہلا حصہ بیوی کی تعلیم	عہ ۴ر	مرگ نامہ	۸ ر

کتابیں ملنے کا پتہ:- کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اسلام کا انجام	۶ر	گاندھی نامہ	۸ر
سیپارۂ دل	عگار	لے دور کا سلام	۱ر
چٹکیاں اور گدگدیاں	۱۲ر	تین شہید	۲ر
سفرنامۂ مصر و فلسطین و شام و حجاز	عگا ۸ر	داعی اسلام	۳ر
سفرنامۂ ہندوستان	۱۲ر	سکھ قوم	۶ر
اُردو دعائیں	۱۰ر	اسلامی توحید	۲ر
لڑائی کا گھر	۶ر	اسلامی رسول	۲ر
مرشد کو سجدۂ تعظیم	۸ر	تاکید نماز	۳ر
تسکین احساس	۱ر	اسلام کے ضروری عقائد	۱ر
فرام قبلہ ٹو شملہ	۲ر	اسلام کیونکر پھیلا	۳ر
مفلسی کا مجرب علاج	۴ر	تبلیغی عید کارڈ	۲ر
سیر دہلی کی معلومات	۱۲ر	ہندو کی نعت	۴ر
حق پرستوں پر ستم	۲ر	اسلامی رسول کے معجزات	۶ر
دل کی عیدیاں	۵ر	پرندوں کی تجارت	۸ر
روپیہ عالم سکرات میں	۱۰ر	حلوائی کی تعلیم	۸ر
پھکنی اور دست پناہ	۱ر	پنواڑی کی دوکان	۳ر
تنباکو نامہ	۳ر	تعلیم خدمتگاری	۳ر
پڑوس کے سترہ باجی	۲ر	ترغیب حساب	۴ر
اُردو سکھانے کے مضامین	۶ر	محمودی حملوں کے اسباب	۲ر

کارکن حلقہ مشائخ دہلی" سے یہ سب کتابیں طلب کیجئے